سوال

میرے خاوند نے قسم اٹھائی کہ اس کے چھوٹے بھائی کا نام سہیل ہو وگرنہ طلاق، اور اس کے باپ کی بیوی یہ نام نہیں رکھنا چاہتی، تو کیا اگر نام تبدیل ہوا تو طلاق واقع ہو جائیگی یا علم میں رہے کہ اس کا والد ابھی زندہ ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

مولود کا نام رکھنا باپ کا حق ہے، اور اس میں اسے اپنی بیوی سے مشورہ کرنا چاہیے، لیکن بیٹے کو اس میں کوئی حق نہیں، اور اس کا طلاق کی قسم اٹھانا اپنے موجود باپ پر زیادتی شمار ہوگی

ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "تحفۃ المودود باحکام المولود" میں لکھتے ہیں:

"پانچویں فصل: نام رکھنا باپ کا حق ہے نا کہ ماں کا، اس کے بارہ میں لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں، اور جب ماں اور باپ بچے کا نام رکھنے میں اختلاف کریں تو یہ حق باپ کو حاصل ہوگا" انتہی

دیکھیں: تحفۃ المودود باحکام المولود (125).

دوم:

اس قسم اٹھانے والے کا مقصد جب اپنے باپ کی بیوی کو طلاق دینے کا ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی؛ کیونکہ وہ اس کی بیوی نہیں، کیونکہ طلاق تو خاوند کا حق ہے؛ اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"طلاق تو اس کا حق ہے جس نے پنڈلی پکڑی ہے"

یعنی خاوند، اسے ابن ماجہ نے حدیث نمبر (2081) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (2041) میں اسے حسن قرار دیا ہے

اور اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا تو اس میں تفصیل ہے:

اگر تو اس نے اپنی مرغوب چیز کو نافذ نہ کرنے کی صورت میں طلاق کا قصد کیا تو اس کی بیوی کو ایک طلاق ہو جائیگی

اور اگر اس کا اپنی بیوی کو طلاق دینا مقصد نہ تھا، بلکہ اس نے اپنے والد کی بیوی پر اس معاملہ کو سخت کرنے کہ وہ اس کی رغبت کے مطابق نام رکھے کا مقصد تھا جیسا کہ اس طرح کی حالت میں غالبا ہوتا ہے

اور جب اس کی رغبت کے مطابق نام نہ رکھا جائے تو اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، اس طرح وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائیگا، یا پھر دس مسکینوں کو لباس مہیا کریگا، یا پھر ایک غلام

آزاد کریگا، اور اگر یہ نہ پائے تو تین روزے رکھے گا

مزید آپ سوال نمبر (82780) اور (105912) کے جواب کا مطالعہ کریں

طلاق کی قسم اٹھانے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ ہوسکتا ہے اس کے نتیجہ میں خاندان کا شیرازہ بکھر جائے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

127814